تقاضا ہے کہ اس کے لئے رکوع کرے پس **سبحان ربی العظیم** زبان سے کہا اور حال سے جھکنا دکھایا۔

یہ اس قول کے ساتھ حال دکھایا پھر تیسرا قول ہے **سبحان ربی الاعلیٰ** اعلیٰ افعل التفضیل ہے یہ بالذات سجدہ کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ حالی تصویر سجدہ میں گرے گا۔ اور اس اقرار کے مناسب حال ہیئت فی الفور اختیار کر لی۔

اس قال کے ساتھ تین حال جسمانی ہیں ایک تصویر اسکے آگے پیش کی ہے ہر ایک قسم کا قیام بھی کرتا ہے زبان جو جسم کا ٹکڑا ہے اس نے بھی کہا اور وہ شامل ہو گئی۔

تیسری چیز اور ہے وہ اگر شامل نہو تو نماز نہیں ہوتی وہ کیا ہے؟ وہ **قلب** ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ قلب کا قیام ہو اور اللہ تعالیٰ اسپر نظر کرکے دیکھے کہ درحقیقت وہ حمد بھی کرتا ہے اور کھڑا بھی ہے۔ اور روح بھی کھڑا ہوا حمد کرتا ہے جسم ہی نہیں بلکہ روح بھی کھڑا ہے اور جب سبحان ربی العظیم کہتا ہے تو دیکھے کہ اتنا ہی نہیں کہ صرف عظمت کا اقرار ہی کیا ہے نہیں بلکہ ساتھ ہی جھکا بھی ہے اور اس کے ساتھ ہی روح بھی جھک گیا ہے پھر تیسری نظر میں خدا کے حضور سجدہ میں گرا ہے اسکی علو شان کو ملاحظہ میں لاکر اس کے ساتھ ہی دیکھے کہ روح بھی الوہیت کے آستانہ پر گرا ہوا ہے۔ غرض یہ حالت جب تک پیدا نہولے اس وقت تک مطمئن نہو کیونکہ **یقیمون الصلوٰۃ** کے یہی معنے ہیں اگر یہ سوال ہو کہ یہ حالت پیدا کیونکر ہو؟ تو اس کا جواب اتنا ہی ہے کہ نماز پر مداومت کی جاوے اور وساوس اور شبہات سے پریشان نہو ابتدائی حالت میں شکوک و شبہات سے ایک جنگ ضرور ہوتی ہے اسکا علاج یہی ہے کہ نہ تھکنے والے استقلال اور صبر کے ساتھ لگا رہے۔ اور خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہے آخر وہ حالت پیدا ہو جاتی ہے جسکا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔

یہ تقویٰ عملی کا ایک جزو ہے اور دوسری جزو اسکی **مما رزقنٰھم ینفقون** ہے جو کچھ دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ عام لوگ رزق سے مراد اشیاء خوردنی لیتے ہیں یہ غلط ہے جو کچھ قویٰ کو دیا جاوے وہ بھی رزق ہے علوم و فنون وغیرہ معارف حقائق عطا ہوتے ہیں یا جسمانی طور پر معاش مال میں فراخی ہو۔

رزق میں حکومت بھی شامل ہے اور اخلاق فاضلہ بھی رزق ہی میں داخل ہیں یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں یعنی روٹی میں سے روٹی دیتے ہیں علم میں سے علم اور اخلاق میں سے اخلاق۔ علم کا دینا تو ظاہر ہی ہے یہ یاد رکھو کہ وہی بخیل نہیں ہے جو اپنے مال میں سے کسی مستحق کو کچھ نہیں دیتا بلکہ وہ بھی بخیل ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ دوسروں کو سکھانے میں مضایقہ کرے۔ محض اس خیال سے اپنے علوم و فنون سے کسی کو واقف نکرنا کہ اگر وہ سیکھ جاوے گا تو ہماری بے قدری ہو جائے گی یا آمدنی میں فرق آجائے گا **شرک** ہے کیونکہ اس صورت میں وہ اس علم یا فن کو ہی اپنا رازق اور خدا سمجھتا ہے۔ اسی طرح پر جو اپنے اخلاق سے کام نہیں لیتا وہ بھی بخیل ہے اخلاق کا دینا یہی ہوتا ہے کہ جو اخلاق فاضلہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دے رکھے ہیں اس کی مخلوق سے ان اخلاق سے پیش آوے۔ وہ لوگ اس کے نمونہ کو دیکھ کر خود بھی اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اخلاق سے اس قدر ہی مراد نہیں ہے کہ زبان کی نرمی اور الفاظ کی نرمی سے کام لے۔ نہیں بلکہ شجاعت۔ مروت۔ عفت جسقدر قوتیں انسان کو دی گئی ہیں دراصل سب اخلاقی قوتیں ہیں انکا برمحل استعمال کرنا ہی انکو اخلاقی حالت میں لے آتا ہے ایک موقع مناسب پر غضب کا استعمال بھی اخلاقی رنگ حاصل کر لیتا ہے۔ یہ نہیں کہ انجیل کی تعلیم کی طرح ایک ہی پہلو اپنے اندر رکھتی ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دو۔ یہ اخلاق نہیں ہے اور نہ یہ تعلیم حکمت کے اصولوں پر مبنی ہو سکتی۔ اگر ایسا ہو تو تمام فوجوں کا موقوف کر دینا اور ہر قسم کے آلات حرب کو توڑ دینا لازم آئے گا اور مسیحی دنیا کو بطور ایک خادم کے رہنا پڑے گا۔ کیونکہ اگر کوئی کرتہ مانگے تو چغہ بھی دینا پڑیگا ایک کوس بیگار لے جانا چاہے تو دو کوس جانے کا حکم ہے۔ پھر عیسائی لوگوں کو کس قدر مشکلات پیش آئیں اگر اس تعلیم پر عمل کریں نہ انکے پاس ضروریات زندگی بسر کرنے کو کچھ رہے اور نہ کوئی آرام کی صورت کیونکہ جو کچھ انکے پاس ہو کوئی مانگ لے تو پھر ان کے پاس خاک رہ جاوے۔ اگر محنت مزدوری سے کمانا چاہیں تو کوئی بیگار میں لگا دے غرض اس تعلیم پر زور تو بہت دیا گیا ہے اور پادریوں کو دیکھا ہے کہ وہ بازاروں میں اس تعلیم کی بڑے شد و مد سے تعریف کرکے وعظ کرتے ہیں لیکن جب عمل پوچھو تو کچھ نہیں ہے گویا بگفتن ہی سب کچھ ہے کرنے کے واسطے کچھ نہیں۔ اس لئے اُسکا نام اخلاق نہیں ہے۔ اخلاق یہ ہے کہ تمام قویٰ کو جو اللہ تعالیٰ نے دئے ہیں۔ برمحل استعمال کیا وے۔ مثلاً عقل دی گئی ہے اور کوئی دوسرا شخص جسکو کسی امر میں واقفیت نہیں اس کے مشورہ کا محتاج ہے اور یہ

اسکی نسبت پوری واقفیت رکھاہے تو اخلاق کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ اپنی عقل سلیم سے اسکو پوری مدد دے اور اسکو سچا مشورہ دے۔ لوگ ان باتوں کو معمولی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہدیتے ہیں کہ ہمارا کیا بگڑتا ہے اسکو خراب ہونے دو۔ یہہ شیطانی فعل ہے۔ انسانیت سے بعید ہے کہ وہ کسی دوسرے کو بگڑتا دیکھے اور اسکی مدد کے لیئے طیار نہو۔ نہیں بلکہ چاہیئے کہ نہایت توجہ اور دلدہی سے اس کی بات سنے اور اپنی عقل و سمجھہ سے اسکو ضروری مدد دے۔

لیکن اگر کوئی یہاں یہ اعتراض کرے کہ مما رزقنٰھم کیوں فرمایا مما کے لفظ سے بخل کی بو آتی ہے۔ چاہیئے تہا کہ

ہرچہ داری خرچ کن در راہ او۔

اصل بات یہ ہے کہ اس سے بخل ثابت نہیں ہوتا۔ قرآن شریف خدائے حکیم کا کلام ہے۔ حکمت کے معنے ہیں شے را برمحل داشتن پس مما رزقنٰھم میں اسی امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ محل اور موقع کو دیکھہ کر خرچ کرو۔ جہاں تہوڑا خرچ کرنے کی ضرورت ہے دہاں تہوڑا خرچ کرو اور جہاں بہت خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہاں بہت خرچ کرو۔

اب مثلاً عفو ہی ایک اخلاقی قوت ہے اس کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا عفو کے لایق ہے یا نہیں مجرم دو قسم کے ہوتے ہیں بعض تو اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان سے کوئی حرکت ایسی سرزد ہو جاتی ہے جو غصہ تو لاتی ہے لیکن وہ معافی کے قابل ہوتے ہیں اور ایسے ہوتے ہیں کہ اگر انکی کسی شرارت پر چشم پوشی کیجاوے اور انکو معاف کردیا جاوے تو وہ زیادہ دلیر ہوکر مزید نقصان کا باعث بنتا ہے مثلاً ایک خدمتگار ہے جو بڑا نیک اور فرمانبردار ہے وہ چاء لایا اتفاق سے اسکو ٹہوکر لگی۔ اور چاء کی پیالی گرکر ٹوٹ گئی اور چاء بہی مالک پر گرگئی اگر اسکو مارنے کے لئے اٹہہ کہڑا ہو اور تیز و تند ہوکر اس پر جا پڑے تو یہ سفاہت ہو گی۔ یہ عفو کا مقام ہے کیونکہ اس نے عمداً شرارت نہیں کی ہے۔ اور عفو اسکو زیادہ شرمندہ کرنا اور آئندہ کے لیئے محتاط بناتا ہے لیکن اگر کوئی ایسا شریر ہے کہ وہ ہر روز توڑتا ہے اور یوں نقصان پہونچاتا ہے اس پر رحم یہی ہو گا کہ اس کو سزا دیجاوے۔ پس یہی حکمت ہے مما رزقنٰھم ینفقون میں۔ ہر ایک مومن اپنے نفس کا مجتہد ہوتا ہے وہ محل اور موقع کی شناخت کرے اور جسقدر مناسب ہو خرچ کرے میں ابہی بتا چکا ہوں کہ قرآن شریف کی تعلیم حکیمانہ نظام اپنے اندر رکہتی ہے اس کے بالمقابل انجیل کی تعلیم کو دیکہو کہ ایک گال پر طمانچہ کہاکر دوسری پہیر دے وغیرہ وغیرہ کیسی قابل اعتراض ہے کہ اسکی پردہ پوشی نہیں ہوسکتی اور اس کی تمدنی صورت ممکن ہی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بڑے سے بڑا نرم خو اور تقدس مآب پادری بہی اس تعلیم پر عمل نہیں کرسکتا اگر کوئی انجیل کی اس تعلیم کا عملی ثبوت لینے کے لئے کسی پادری صاحب کے منہ پر طمانچہ مارے تو وہ بجائے اس کے کہ دوسری گال پہیرے پولیس کے پاس دوڑا جاوے گا اور اس کو حکام کے سپرد کرادے گا۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انجیل معطل پڑی ہے اور قرآن شریف پر عمل ہو رہا ہے۔ ایک مفلس اور نادار بوڑہیا ہی جسکے پاس ایک جو کی روٹی کا ٹکڑا ہے اس ٹکڑے میں سے ایک حصہ دیکر مما رزقنٰھم میں داخل ہو سکتی ہے لیکن انجیل کے طمانچہ کہاکر گال پہیرنے کی تعلیم میں مقدس سے مقدس پادری بہی شامل نہیں ہوسکتا۔

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

انجیل تو اس پہلو میں یہاں تک گری ہوئی ثابت ہوتی ہے کہ اور تو اور خود حضرت مسیح بہی اس پر پورا عمل نہ دکہا سکے اور وہ تعلیم جو خود پیش کی تہی عملی پہلو میں انہوں نے ثابت کردیا کہ وہ کہنے ہی کے لئے ہے۔ ورنہ چاہیئے تہا کہ اس سے پیشتر کہ وہ گرفتار ہوتے خود اپنے آپ کو دشمنوں کے حوالے کردیتے۔ اور دعائیں مانگنے اور اضطراب ظاہر کرنے کی ضرورت ہی کیا تہی اس سے نہ صرف یہ ثابت ہوتا کہ وہ جو کچھہ کہتے ہیں کرکے بہی دکھاتے ہیں بلکہ یہ بہی ثابت ہوجاتا کہ وہ کفارہ ہی کے لئے آئے ہیں کیونکہ اگر ان کی زندگی کا یہی کام تہا کہ وہ خودکشی کے طریق سے دنیا کو نجات دیں اور بقول عیسائیوں کے خدا بجز اس صورت کے نجات دے ہی نہیں سکتا تہا۔ تو انکو چاہیئے تہا کہ جس کام کے لئے وہ بہیجے گئے تہے وہ تو یہی تہا پہر وعظ اور تبلیغ کی ضرورت ہی کیا تہی کیوں نہ آتے ہی یہ کہدیا کہ مجھے پکڑو اور پہانسی دیدو تا کہ دنیا کی رستگاری ہو۔

(باقی آئندہ انشاءاللہ تعالیٰ)

# ایک حق جو اور حضرت اقدس

(علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(سلسلے کے لئے دیکھو نمبر ۱۲ جلد ۵)

آپ خدا جوئی کے طالب ہیں آپ کے لئے عمدہ طریق یہی ہے کہ آپ پہلے تصحیح عقاید کریں جس سے آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ وہ خدا جسکی تلاش اور جستجو آپ کو ہے ہے کیا چیز؟ اس سے آپ کی معرفت کو ترقی ملے گی اور معرفت میں جو قوت جذب محبت کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک محبت پیدا کرنے کا موجب ہوگی بدوں اس کے محبت کا دعوے سنبیر و بہل کی طرح ہے جو چند روز کے بعد زایل ہو جاتا ہے۔

یہ آپ یاد رکھیں اور ہمارا مذہب یہی ہے کہ کسی شخص پر خدا کا نور نہیں چمک سکتا جب تک آسمان سے وہ نور نازل نہو۔ یہ سچی بات ہے کہ فضل آسمان سے آتا ہے جب تک خود خدا اپنی روشنی اپنے طلبگار پر ظاہر نکرے اسکی رفتار ایک کیڑی کی مانند ہوتی ہے اور ہونی چاہیئے کیونکہ وہ قسم قسم کی ظلمتوں اور تاریکیوں اور راستہ کی مشکلات میں پھنسا ہوا ہوتا ہے لیکن جب اسکی روشنی اس پر چمکتی ہے تو اسکا دل و دماغ روشن ہو جاتا ہے بعدہ وہ نور سے معمور کر برق کی رفتار سے خدا کی طرف چلتا ہے۔

حق جو۔ حضور میں مذہب کا پابند نہیں ہوں۔

حضرت اقدس۔ اگر کوئی اپنی جگہ یہ فیصلہ کر کے آوے کہ میں نے کچھ ماننا ہی نہیں تو اسکو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے اور کہیں ہی کیا لیکن اگر کوئی عقل رکھتا ہے تو اضطراراً اسکو ایک راہ پیدا کرنی پڑتی ہے۔ مذہب کیا ہے؟ وہی راہ ہے جسکو وہ اپنے لئے اختیار کرتا ہے مذہب تو ہر شخص کو رکھنا پڑتا ہے لامذہب انسان جو خدا کو نہیں مانتا اسکو بھی ایک راہ اختیار کرنی لازمی ہے اور وہی مذہب ہے مگر قابل غور طلب یہ ہونا چاہیئے کہ جس راہ کو اختیار کیا ہے کیا وہ راہ وہی ہے جس پر چل کر اس کو سچی استقامت اور دائمی راحت اور خوشی اور ختم نہونے والا اطمینان مل سکتا ہے؟

دیکھو مذہب تو ایک عام لفظ ہے اس کے معنے چلنے کی جگہ یعنے راہ کے ہیں اور یہ دین کے ساتھ مخصوص نہیں ہے ہر قسم کے علوم و فنون طبقات الارض۔ طبعی۔ طبابت۔ ہیئت وغیرہ میں بھی ان علوم کے ماہرین کا ایک مذہب ہوتا ہے۔ اس سے کسیکو چارہ ہو سکتا ہی نہیں یہ تو انسان کے لئے لازمی امر ہے اس سے باہر ہو نہیں سکتا۔ پس جیسے انسان کی روح جسم کو چاہتی ہے معانی الفاظ اور پیرایہ کو چاہتے ہیں اسی طرح انسان کو مذہب کی ضرورت ہے۔

ہماری یہ غرض نہیں ہے اور نہ ہم یہ بحث کرتے ہیں کہ کوئی اللہ کہے یا گاڈ کہے یا پرمیشر ہمارا مقصد تو صرف یہ ہے کہ جسکو وہ پکارتا ہے اسنے اسکو سمجھا کیا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ کوئی نام لو مگر یہ بتاؤ کہ تم اسے کہتے کیا ہو؟ اس کے صفات تم نے کیا قایم کئے ہیں؟ صفات الٰہی کا مسئلہ ہی تو بڑا مسئلہ ہے جس پر غور کرنا چاہیئے۔

حق جو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مذہب کا کام فطرت کو درست کرنا ہے۔

حضرت اقدس۔ اس وقت کوئی بادشاہ ہے مثلاً شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ہے اب اگر کسی اور کو کہیں بھی تو تکلفات سے کہیں گے مگر ہو نہیں سکتا۔ ہم یہی تو چاہتے ہیں کہ اس حقیقی خدا کو شناخت کیا جاوے اور باقی سب تکلفات چھوڑ دیئے جائیں۔ اس کا نام فطرت کی درستی ہے۔ اسلام ہے کیا؟ اسلام کا تو نام ہی اللہ تعالیٰ نے فطرت اللہ رکھا ہے۔ فطرتی مذہب اسلام ہی ہے۔

مگر ان باتوں کی حقیقت کب کھلتی ہے جب انسان صبر اور ثابت قدمی کے ساتھ کسی پاک صحبت میں رہے۔ ثابت قدمی میں بڑی برکتیں ہوتی ہیں شہد کی مکھی کو دیکھو کہ جب وہ ثابت قدمی اور محنت کے ساتھ اپنے کام میں لگتی ہے تو شہد جیسی نفیس اور کار آمد شے طیار کر لیتی ہے

اسی طرح پر جو خدا کی تلاش میں استقلال سے لگتا ہے وہ اسکو پا لیتا ہے نہ صرف پا لیتا بلکہ میرا تو یہ ایمان ہے کہ وہ اسکو دیکھ لیتا ہے

ارضی علوم کی تحصیل میں کس قدر وقت اور روپیہ صرف کرنا پڑتا ہے

یہ علوم روحانی علوم کی تحصیل کے قواعد کو صاف طور پر بتا رہے ہیں

ہمارا مذہب جو روحانی علوم کے مبتدی کے لئے ہونا چاہیئے یہ ہے کہ وہ پہلے خدا کی ہستی پھر اس کے صفات کی واقفیت پیدا کرے۔ ایسی واقفیت جو یقین کے درجہ تک پہونچ جاوے تب اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کاملہ پر اسکو اطلاع مل جاوے گی اور اسکی روح اندر سے بول اٹھیگی کہ پورے اطمینان کے ساتھ اس نے خدا کو پا لیا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایسا ایمان پیدا ہو جاوے کہ وہ یقین کے درجہ تک پہونچ جاوے اور انسان محسوس کر لے کہ اس نے گویا خدا کو دیکھ لیا ہے اور اسکی صفات سے واقفیت ہو جاوے تو گناہ سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور طبیعت جو پہلے گناہ کی طرف جھکتی تھی اب ادھر سے ہٹتی اور نفرت کرتی ہے۔ اور یہی توبہ ہے۔

اور یہ بات کہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کے بعد طبیعت گناہ سے

متنفر ہوجاتی ہے یہ بات آسانی اور صفائی سے سمجھ میں آسکتی ہے دیکھو سنکھیا ہے یا اور زہریں ہیں یا بعض زہریلے جانور ہیں۔ انسان ان سے کیوں ڈرتا ہے؟ صرف اس لئے کہ تجربہ نے بتادیا ہے۔ کہ اس درجہ پر یہ زہر ہلاک کر دیتے ہیں بہتوں کو زہر کھاکر ہلاک ہوتے دیکھا ہے اسی لئے طبیعت اس طرف جانہیں سکتی بلکہ ڈرتی ہے۔ جبکہ یہ بات ہے پھر کیا وجہ ہے کہ قسم قسم کے گناہ سرزد ہوتے ہیں یہاں تک کہ اگر راستہ میں ایک پیسہ پڑا ہوا ہو تو جھک کر اس کو اٹھالے گا۔ حالانکہ تھوڑے سے اعلان سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ پیسہ کس کا ہے پھر دیکھا ہے کہ بارہ بارہ آنہ پر معصوم بچوں کی جانیں لی جاتی ہیں۔ عدالتوں میں جاکر دیکھو کسقدر خوفناک اور تاریک نظارہ نظر آئے گا۔ تھوڑی تھوڑی بات پر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ فسق و فجور کا ایک دریا بہ رہا ہے۔ یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ خدا پر ایمان نہیں ہے سانپوں اور زہروں سے ڈرتی ہیں اس لئے کہ انکو مہلک مانتے ہیں اور انکے خطرناک ہونے پر ایمان ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ کیوں گناہ سے نفرت پیدا نہو۔

انسان کے لئے دو باتیں ضروری ہیں بدی سے بچے اور نیکی کی طرف دوڑے۔ اور نیکی کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک ترک شر دوسرا افاضہ خیر۔ ترک شر سے انسان کامل نہیں بن سکتا جب تک اس کے ساتھ افاضہ خیر نہو یعنے دوسروں کو نفع بھی پہونچائے۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ کس قدر تبدیلی کی ہے۔

اور یہ مدارج تب حاصل ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات پر ایمان ہو اور انکا علم ہو۔ جب تک یہ بات نہو انسان بدیوں سے بھی بچ نہیں سکتا دوسروں کو نفع پہونچانا تو بڑی بات ہے۔ بادشاہوں کے رعب اور تعزیرات ہند سے بھی تو ایک حد تک ڈرتے ہیں اور بہت سے لوگ ہیں جو قانون کے خلاف ورزی نہیں کرتے۔ پھر کیوں احکم الحاکمین کے قوانین کی خلاف ورزی میں دلیری پیدا ہوتی ہے کیا اسکی کوئی اور وجہ ہے بجز اسکے کہ اس پر ایمان نہیں ہے؟ یہی ایک باعث ہے۔

الغرض بدیوں سے بچنے کا مرحلہ تب طے ہوتا ہے جب خدا پر ایمان ہو پھر دوسرا مرحلہ یہ ہونا چاہیئے کہ ان راہوں کی تلاش کرے جو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندوں نے اختیار کیں۔ وہ ایک ہی راہ ہے جس پر جسقدر راستباز اور برگزیدہ انسان دنیا میں چل کر خدا تعالیٰ کے فیض سے فیض یاب ہوئے اس راہ کا پتہ یوں لگتا ہے کہ انسان معلوم کرے کہ خدا تعالیٰ نے انکے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ پہلا مرحلہ بدیوں سے بچنے کا تو خدا تعالیٰ کی جلالی صفات کی تجلی سے حاصل ہوتا ہے کہ وہ بدکاروں کا دشمن ہے۔

اور دوسرا مرتبہ خدا تعالیٰ کی جمالی تجلی سے ملتا ہے اور آخر یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت اور طاقت نہ ملے جسکو اسلامی اصطلاح کے موافق روح القدس کہتے ہیں کچھ بھی نہیں ہوتا ہے یہ ایک قوت ہوتی ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے ملتی ہے اس کے نزول کے ساتھ ہی دل میں ایک سکینت آتی ہے اور طبیعت میں نیکی کے ساتھ ایک محبت اور پیار پیدا ہوجاتا ہے۔

جس نیکی کو دوسرے لوگ بڑی مشقت اور بوجھ سمجھ کر کرتے ہیں یہ ایک لذت اور سرور کے ساتھ اس کو کرنے کی طرف دوڑتا ہے۔ جیسے لذیذ چیز بچہ بھی شوق سے کھالیتا ہے۔

اسی طرح جب خدا تعالیٰ سے تعلق ہوجاتا ہے اور اس کی پاک روح اس پر اُترتی ہے۔ پھر نیکیاں ایک لذیذ اور خوشبودار شربت کی طرح ہوتی ہیں وہ خوبصورتی جو نیکیوں کے اندر موجود ہے اسکو نظر آنے لگتی ہے اور بے اختیار ہو ہوکر انکی طرف دوڑتا ہے بدی کے تصور سے بھی اسکو روح کانپ جاتی ہے یہ امور اس قسم کے ہیں کہ ہم ان کو الفاظ کے پیرایہ میں پورے طور سے ادا نہیں کرسکتے کیونکہ یہ قلب کی حالتیں ہوتی ہیں جو محسوس کرنے سے ہی انکا ٹھیک پتہ لگتا ہے۔ اسوقت تازہ بتازہ انوار اسکو ملتے ہیں۔ (باقی آئندہ)

## مندرجہ ذیل اطلاع گورنمنٹ پنجاب نے بغرض اندراج الحکم ارسال کی ہے

چونکہ موضع گھرولا تحصیل شکرگڑھ ضلع گورداسپور کے لوگوں نے جہاں افسوس کی بات ہے کہ آجکل وبا پھیلی ہوئی ہے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ ٹیکا لگانیکی وجہ سے انہیں وبا پھیل گئی ہے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعات مشتہر کرائے جائیں۔ گھرولہ کے ۱۳۸۶ آدمیوں کو اس امید پر کہ وہ وبا کی غارت گری سے محفوظ رہیں۔ ٹیکہ لگانیکی صلاح دیگئی۔ ۶۸۱ آدمیوں نے ٹیکہ لگوانا منظور کیا اور ۱۱ و ۱۳ ماہ دسمبر ۱۹۰۰ء کو ٹیکہ کا عمل کیا گیا۔ منجملہ ان اشخاص کے ۱۱ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۳۱ جنوری ۱۹۰۱ء تک ۸ اموات ہوئیں اُن اشخاص میں سے جنہوں نے ٹیکہ نہیں لگوایا اور جنکی تعداد ۷۰۵ ہے۔ ۵۶ اموات عرصہ مذکور میں ہوئیں۔ لہذا جن لوگوں نے ٹیکہ نہیں لگوایا انہیں ½ ۱۲ آدمیوں میں ۱ شخص اور جنہوں نے ٹیکہ لگوایا ہے انہیں ۸۵ اشخاص میں ۱ شخص مرا ہے۔ یا بحساب فیصدی ٹیکہ نہ لگوانے... والوں میں ۸ شخص اور ٹیکہ لگوانے والوں میں ۱۷ء۱ مرے ہیں۔ ان نتائج سے ظاہر ہے کہ ٹیکہ لگانا مفید ہے اور یہ کہ پیش بندی کا ایک عمدہ طریقہ ہے۔

# حکیم الامت کے ارشادات

## بقیہ خطبہ عید اضحیٰ

وہ علم جو خشیۃ اللہ کا موجب ہوتا ہرگز نہیں رہا۔ رہی نری زباندانی جس پر کوئی یونیورسٹی فخر کرسکتی ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ وہ ان لوگوں کے کلام ہیں جو شراب خور۔ فاسق اور اللہ تعالیٰ کے نام سے ناآشنا تھے۔

عربی زبان کے متعلق مجھ سے لوگوں نے پوچھا ہے اور میں نے بجائے خود بھی غور کیا ہے چار قسم کی زبان ہے اول اللہ کی زبان جو قرآن شریف میں موجود ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اس سے اتر کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زبان ان تین قسم کی پاک زبانوں سے پوری محرومی ہے چوتھا درجہ وہی ہے جسکا میں نے ابھی ذکر کیا وہ جاہلیت کے شعرا کی زبان جن کے اخلاق وعادات ایسے تھے کہ ان کا ذکر بھی مجھے اچھا نہیں معلوم دیتا۔

یہ ایک باریک علم ہے جسکی لوگوں کو بہت کم اطلاع ہے زبان اندر ہی اندر انسان کے روحانی اور اخلاقی قویٰ پر ایک زبردست اثر کرتی ہے۔ بہت سی کتابیں اس قسم کی موجود ہیں جنکو پڑھ پڑھ کر دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ فسق وفجور میں مبتلا ہوکر ہلاک ہوگیا ہے۔ اُستادوں اور کتابوں کا اثر بہت آہستہ دیرپا ہوتا ہے اسی لئے یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ استادوں کے تقرر اور تعلیمی کتابوں کے انتخاب میں بڑی فکر کرنی چاہیئے کیونکہ انکا اثر اندر ہی اندر چلتا ہے۔

اب دیکھ لو کہ اللہ کی زبان اس کے کامل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان صحابہ کرام کی زبان کیطرف مطلق توجہ نہیں کی یونیورسٹی نے اگر کوئی حصہ لیا تو وہ بھی ان لوگوں کا جنکے کلام کا اثر اخلاق اور عادات پر اچھا نہیں پڑ سکتا۔

میں تم سے پوچھتا ہوں کہ بتاؤ تو سہی کہ تم نے کسقدر روپیہ کس قدر وقت اور محنت اس پر کی؟ جواب یہی ہوگا کہ کچھ نہیں۔ میں نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا ہے کہ جب انکو کہا گیا کہ قرآن شریف ہی پڑھا کرو۔ تو انہوں نے آخر کہا تو یہی کہا کہ کوئی بہت ہی خوبصورت عمدہ سا قرآن دو۔ اور وہ بھی مفت۔ اللہ اللہ! ناولوں اور انگریزی کتابوں کی خرید میں جسقدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اسکا سواں حصہ بھی قرآن شریف کے لئے خرچ نہیں کرسکتے چاہیئے تو یہ تھا کہ ساری توجہ اسی کی طرف ہوتی مگر ساری چھوڑ ادھوری بھی نہیں مجھے اسوقت ایک متمول کی بات یاد آگئی ہے میں نے اس کو کہا کہ قرآن شریف پڑھو اس نے کہا کہ کوئی اعلیٰ درجہ کا خوبصورت قرآن ہو تو دو۔ میں نے اپنے دل میں کہا اللہ!!! یہ شخص اپنے کوٹ پتلون کے لئے تو اس قدر روپیہ خرچ کرسکتا ہے اور نہیں لے سکتا تو قرآن نہیں لے سکتا۔

یہ بناوٹی بات نہیں ہے خود سوچکر دیکھ لو جسقدر جیب خرچ کے واسطے دیتے ہو۔ دین پڑھانے کے لئے اتنا نہیں دیتے ہو۔

توحید کا تذکرہ میں نے اس لئے نہیں کیا کہ مسلمان جو سامنے ہیں کفار نہیں نبوت کا ذکر نہیں کیا اس لئے کہ برہمو نہیں ہیں لا الٰہ اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے میرے سامنے ہیں۔

انتخاب کا ذکر کیا تھا اسکی ایک ضرورت تھی اس میں بات چل پڑی کہ کیسی ضرورت ہے کہ قرآن کریم کی طرف توجہ دلاؤں۔ دنیا کی لعنت ملامت طعن وتشنیع سب کچھ سنا پھری ٹٹول کر دیکھو کہ خود قرآن دانی قرآن فہمی کے لئے کیا کیا۔ کتنی کوشش کی؟ جواب یہی ہے کہ کچھ بھی نہیں ہرگز نہیں قطعاً نہیں کی۔ حضرت امام نے طاعون کے اشتہار دیئے تم ہی بتاؤ کہ تبدیلی کی تو کیا کی غرض کیسے کیسے مشکلات ہیں رہنمائی کے لئے صرف ایک ہی چیز تھی جس کا نام شفا اور نور ہے۔ اسکو سمجھنے کے لئے آپ نے کیا فکر کی ہے؟ اندرونی یہ آفت اور بیرونی وہ مشکلات

بعض لوگ کہہ اٹھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی کامل کتاب ہم میں موجود ہے اس کے ہوتے ہوئے اور کسی کی کیا ضرورت ہے میں کہتا ہوں کہ اس کتاب ہی کو اگر پڑھتے تو یہ سوال ہرگز نہ کرتے کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ۔ کتاب چاہیئے کتاب کا پڑھنے والا بھی تو ضروری ہے۔ اور اس کے پڑھانے والا ایسا ہو جو مزکی النفس اور مطہر القلب ہو۔ محمد رسول اللہ ایکم نہیں بلکہ سراً وجہراً خرچ کرنے والا امر بالمعروف کرنے والا خود محبوب ہوکر دوسروں کو محبوب بنانے والا۔

اسی طرح کتاب اللہ سکھ دینے والی ہے مگر اس کے لئے مزکی معلم کی ضرورت ہے بدون اس کے وہ کارگر نہیں ہو سکتی۔ یہ ضرورت ہے **مامور من اللہ کی۔**

میں بھی اپنی جگہ درس دے لیا کرتا ہوں اور گھر میں اور باہر آکر بھی قرآن پڑھتا رہتا ہوں مگر کیا مزکی ہوں؟ نہیں نہیں اور ہرگز نہیں۔ تاکہ میں اپنے عمل درآمد کے رنگ میں دوسرے کو دکھا سکوں۔ مسیح مرگئے مسیح مرگئے حضرت اقدس نے اس مسئلہ کی انتہا کردی اور قرآن شریف سے اس کو ایسا ثابت کردیا کہ اب دوسرا کیا لکھے گا اور کیا لکھے گا۔ روایت کشتی میں مرزا

خدا بخش صاحب نے حد کر دی ہے میں سوچنے لگا کہ مجھے کوئی نئی دلیل اس کے متعلق سمجھ میں آ سکتی ہے۔ قرآن کو اٹھاتے ہی یہ بات ذہن میں آئی ان مثل عیسےٰ عند اللہ کمثل آدم ـــــ قال لہ کن فیکون جہاں جہاں اسکو دیکھا تو مردوں ہی کے جی اٹھنے پر آیا ہے۔

پھر آدم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کسی نبی کی وفات کا تذکرہ نہیں مگر مسیح کی وفات کا تذکرہ ہے پھر مشکلات ہیں تو کیا ہیں جواب ہر دو ہی اندرونی اور بیرونی مشکلات جو ابھی کہہ چکا ہوں کل بیٹھے بیٹھے مجھے خیال آیا کہ ایسا نہ ہو عید تجھکو پڑھانی پڑے جیسے مجددوں کی ضرورت ہے اس لئے عید کے متعلق تیرے دل میں نئی نئی بات کیا آتی ہے۔ اسی دھن میں کبھی فقہ کی کتابیں پڑھتا کبھی احادیث کو دیکھتا کبھی مختصرات پر نظر کرتا آخر میرے جی میں آیا کہ ان لوگوں کی کتابوں کو دیکھو جو اخلاق اور ضروریات کو بیان کر سکتے ہیں اس مطلب کے لئے مینے ایک کتاب لی ۴۲ صفحوں میں اور وہ بھی بہت باریک سطروں میں عید کا ذکر تھا۔ میں اسے پڑھنے لگا تو دیکھا کہ لمبے مباحثات ہیں جنکا کچھ پتہ نہ چلتا تھا آخر میں نے کہا کہ چھوڑ دوں پھر کہا شاید کچھ آگے لکھا ہو۔ اسی طرح پر ساری کتاب کو ختم کیا۔ آخر مجھے افسوس ہی ہوا۔ کہ کس قدر وقت ضایع کیا لیکن میری نیت چونکہ بخیر تھی اس لئے وہ افسوس جاتا رہا۔ لیکن مجھے یہ حیران کر دینے والا خیال پیدا ہوا کہ کس قدر مشکلات اس ایک عید کے معاملے میں ہیں کوئی کہتا ہے کہ کس وقت نماز پڑھی جاوے ایک رمحہ سورج نکل آیا ہو کس وقت اس عشرہ میں تحمید تکبیر۔ تقدیس تسبیح اللہ کو پسند ہے اور ہر وقت خدا کی یاد کی جاوے پھر یہ کہ دو رکعت نماز پڑھ لو۔ پھر بحث شروع کی کہ فرض عین ہے یا نہیں مستحب ہے یا کیا تکبیریں کتنی پڑھنی چاہئیں وغیرہ کپڑوں۔ خطبوں کے متعلق کیا احکام ہے غرض ایک لمبا سلسلہ تھا مجھے اس پر غور کرنے کرتے یہ معلوم ہوا کہ وہ مقدس دین جسکو اللہ تعالےٰ نے بھیجا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو پہونچایا اسکا خلاصہ تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو ملائکہ پر ایمان ہو اس کے رسولوں پر ایمان ہو۔ اسکی کتابوں پر ایمان ہو۔ تقدیر پر ایمان ہو۔ ختم نبوت اور قیامت پر ایمان ہو۔ اور ضرورت ہے کہ اس میں کچھ بھی کمی بیشی نہو لیکن یہ ایزادی کی ہی بات تھی جو ۴۲ صفحے لکھدئے اب اس کے حل کرنے والا بھی تو کوئی ہونا چاہیئے۔

ایک شیعہ نے مجھے خط لکھا کہ تم جو دین کی طرف متوجہ ہو یہ تو بتاؤ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے دلایل جو آجتک سنیوں نے دئے ہیں کیا ہیں اور ان پر شیعوں نے جو اعتراض کئے ہیں اور پھر انکا جو جواب سنیوں نے دیا ہے اور ان سب پر اپنا فیصلہ لکھدو تم سمجھ سکتے ہو کہ سوا سو برس کا جھگڑا اور پھر خوارج بھی ساتھ۔ اعتراض اور جرح الگ ان سب پر نظر۔ لکھنا آسان بات نہ تھی۔ مینے کہا مولیٰ کریم تو نے اپنے فضل و کرم سے ایسے زمانہ میں پیدا کیا ہے کہ حَکَم عَدَل تو موجود ہی ہے کوئی راہ اس کے پرتو سے کھول دے۔ آخر میں نے یہ لکھدیا کہ ہمارا انتخاب آخر غلط ہوتا ہے اس کو معزول کرنا پڑتا ہے زندگی اور موت ہی ہمارے اختیار میں نہیں ہے ممکن ہے کہ ایک کو منتخب کریں اور رات کو اسکی جان نکل جاوے میر استاد کہتے تھے سعادت علی خان نے لمبی کرروڑ روپیہ ملنے کے واسطے انگریزوں کو دیا کہ اسنے ویدیں کہتے ہیں جب عمل درآمد کے لئے کاغذ پہونچے تو رات کو جان نکل گئی یہ مشکلات ہیں جو ہمارے انتخاب درست نہیں ہو سکتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وعد اللہ الذین آمنوا منکم الا یہ خدا ہی کا کام ہے کہ کسی کو خلیفہ بنا دے۔ پس کسی دلیل کی حاجت نہیں تم سمجھتے ہو کہ بنی ہاشم نے بڑی کوشش کی مگر کامیاب نہوئے خدا نے جسکو بنانا تھا اسکو بنا دیا۔

(باقی آئندہ)

# اطلاع

## متعلق وومنز ورلڈ

بجواب استفسار متعلقہ وومنز ورلڈ برنٹ فورڈ لنڈن جسکے اشتہار مختلف ہندوستانی دیسی زبانوں کے اخبارات میں شایع ہوتے ہیں سکاٹلنڈ یارڈ کے حکام پولیس حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

وومنز ورلڈ کارو بار ایک شخص مسمی جے۔ ایچ نکلسن کے ہاتھ میں ہے۔ نامبردہ کے متعلق بہت سی شکایتیں میٹروپولیٹن پولیس (پولیس دار الخلافہ) کے پاس پہونچی ہیں لیکن بباعث مختلف وجوہات اس کے برخلاف فوجداری کارروائی نہیں ہو سکی۔ شخص مذکور کا شکار بالخصوص وہ لوگ ہیں جو غیر ممالک میں سکونت پذیر ہیں۔ میری رائے میں مناسب ہوگا کہ موجودہ صورت میں اُن اخبارات کے ایڈیٹران کو جو اشتہارات مذکور شایع کرتے ہیں اس امر کی اطلاع کر دی جائے۔

مذکورہ بالا اطلاع عام کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے۔

دستخط
فقیر سید افتخار الدین میر منشی
گورنمنٹ پنجاب

# کیا ہمارے مخالف الرائے علماء بدزبانی نہیں چھوڑ سکتے؟

ای قوم من نگفتہ من تنگدل مباش
زاول چنین مجوش بہ بین تا بہ آخرم

یہ امر پبلک پر بخوبی روشن ہو چکا ہے کہ حضرت اقدس حجۃ اللہ فی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۵ مارچ ۱۹۰۱ء کو "الصلح خیر" کے عنوان سے ایک اشتہار بایں مراد شایع کیا تھا کہ ہمارے مخالف الرائے علماء اپنی زبانوں کو بدگوئی اور سخت کلامی سے روک لیں۔ امید کی جاتی تھی کہ علماء کا گروہ جو اپنے آپ کو خادم دین اور مصلح قوم سمجھتا ہے اس اشتہار پر نہایت فراخدلی اور وسیع الاخلاقی کے ساتھ آگے بڑھ کر اپنی سعادت مندی اور تقویٰ شعاری کا ثبوت دیگا۔ اور ملک کے ہر حصہ سے اس قسم کے اشتہار شایع ہوں گے جن میں یہ لوگ آیندہ کے لئے اپنی زبانوں اور قلموں کو اعتدال پر لانے کا سچا عہد کر لیں گے۔ مگر ہم نہایت افسوس کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ خلاف امید علماء نے اس بہتر ین طریق مصالحت پر التفات نہیں کی۔ [illegible] سے ایک اشتہار شایع کیا گیا ہے جس پر امرتسر کے کسی نامی مولوی کے دستخط نہیں ہیں [illegible] اشتہار شایع کیا ہے۔ دستخط کرنے والوں نے [illegible]

[illegible]

اس قابل نہیں ہے کہ ہم [illegible] مگر اس سے پیشتر ہم علماء کو [illegible] ایک سوال کرنا چاہتے ہیں کہ [illegible] مخالف الرائے مولوی صاحبان [illegible] نشینان وغیرہ وغیرہ آپ کی اس خاموشی کو ہم کس پر محمول کریں؟ کیا اس پر کہ آپ لوگوں کی حکومت اپنے قلم اور زبان پر نہیں ہے؟ اور آپ بدگوئی اور سخت کلامی سے محترز نہیں رہ سکتے؟ کیا یہ سمجھیں کہ آپ آیندہ کے لئے ہم سے صلح کا عہد باندھتے ہیں؟ یہ عقدہ تو اسوقت تک نہ کہلیگا جب تک آپ اپنی مہر سکوت کو نہ توڑیں گے۔

اب ہم مختصراً اس اشتہار پر ریویو کرتے ہیں جو منشی غلام احمد امرتسری کی طرف سے شایع کیا گیا ہے۔ جیسا ہم اوپر لکھ چکے ہیں اس اشتہار کو ہم علماء کا جواب قرار نہیں دیتے اس لئے کہ کم از کم امرتسر کے ان علماء کے تو اس پر دستخط ہوتے جو عام طور پر علماء قرار دئے جاتے ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ ہیں یا نہیں مثلاً مولوی احمد اللہ صاحب مولوی عبدالجبار غزنوی [illegible] مولوی ثناء اللہ صاحب [illegible] دستخط نہیں [illegible] اور ایسا ہی مولوی رسل بابا [illegible] دستخط نہیں [illegible]

[illegible]

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] کا الزام لگانا دیانتداری

[illegible] کاش ان لوگوں [illegible] مولوی محمد حسین بٹالوی [illegible] مضامین اشاعۃ السنہ میں [illegible] اور [illegible] سخت تنفر [illegible] اس قسم کے مضامین کبھی حضرت اقدس کی طرف سے یا آپ کے مریدوں میں سے کسی نے شایع کئے ہرگز نہیں۔

پھر اس شرط کا پیش کرنا کہ ہم مرزا جی کو (معاذ اللہ) کذاب یا دجال سمجھتے ہیں اس واقعی بات کا اظہار کس طرح کریں سخت دل آزار بات ہے۔ الصلح خیر میں یہ بات لکھدی گئی تھی کہ سخت زبانی میں یہ بات داخل ہوگی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے کہ وہ دجال ہے یا بے ایمان ہے یا فاسق ہے مگر یہ کہنا اس بیان میں داخل نہوگا کہ اس کے بیان میں غلطی ہے یا وہ خاطی ہے یا مخطی ہے سخت زبانی میں داخل نہیں ہوگا۔ ان کلمات کے روکنے ہی کے لئے تو الصلح خیر کا اشتہار جاری کیا گیا تھا ہے ورنہ اس سے بڑھ کر اور کونسے الفاظ ہیں جو تم بول سکتے ہو قانون خود اسکی تدبیر کریگا۔ یہ کام گورنمنٹ کے انتظام میں داخل ہے کہ وہ فحش نویسی سے منع کرے اس کے لئے تو کسی عہد نامہ کی بھی ضرورت نہیں [illegible] اگر ان الفاظ کو تم نہیں چھوڑ سکتے تو اور تم سے کیا امید ہو سکتی ہے خود حضرت اقدس نے الصلح خیر میں [illegible] دیا ہے کہ اظہار اخلاق کا وقت تو یہی ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ احمدی فرقہ دنیا کے کروڑوں انسانوں میں پھیل جاوے گا۔

اور پھر دوسری شرط یہ پیش کی ہے کہ پچھلی کتابوں کو جلا دیا جاوے اور ان میں سے انجام آتھم کا نام ہی لیا ہے یہ کس قدر تقویٰ کے خلاف بات ہے کہ حضرت اقدس کی کتب کا تو نام لے دیا مگر اپنی طرف سے کسی کتاب یا اشتہار کا نام تک نہیں لیا۔ اگر انصاف پر دھیان

خوف ہوتا تو کم از کم جعفر زٹلی کے اشتہاروں میاں غلام احمد کے اشتہارات اور مولوی محمد حسین صاحب کے رسالجات اشاعۃ السنہ اور کفرنامہ ہودھانوی نو مسلم سعد اللہ کے گندے رسالجات کے جلانے کا بھی ذکر کیا جاتا۔ کیونکہ کوئی گالی ایسی نہیں ہے جو ان اشتہارات و رسالجات میں نہیں دی گئی ہم کہتے ہیں گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط پچھلی باتوں کو چھوڑو۔ آگے ہی کے لئے انتظام کرو اور حتی وعدہ تہذیب اور شایستگی کا کرو۔

پھر یہ بھی کہا ہے کہ ایک کمیشن مقرر ہو جو کبھی متنازعہ فیہ تحریر کی نسبت مہذب یا غیر مہذب ہونے کا فیصلہ دے۔ ہماری رائے میں یہ بھی ایک بیہودہ بات ہے اسکی ضرورت ہی کیا ہے کیا آپ لوگوں کا منشا یہی ہے کہ آپ بد تہذیبی کریں۔ اور جب آپ بد تہذیبی چھوڑنے کے لئے سچے دل سے مستعد ہو جائیں گے پھر اس خیال یا وہم کا تو شائبہ بھی نہیں رہ سکتا۔

آخر میں جو حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی پاک نیت پر یہ کہہ کر حملہ کیا ہے کہ "مرزا کی نیت بخیر نہیں" یہ حملہ ایک متقی اور خوف الٰہی سے لرزاں عالم کے منہ سے نہیں نکل سکتا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ آپ لوگوں کو کیا حق حاصل ہے کہ کسی کی نیت پر مجرمانہ حملہ کریں اور بدظنی کر کے قرآن کریم کے اس حکم کو توڑیں کہ مومنوں کو آپس میں نیک گمان کرنا چاہیئے۔ آپ کی حسن ظنی کا تو یہ منشا ہونا چاہیئے تھا کہ آپ بلا چون و چرا مان لیتے مگر افسوس ہے کہ حسن ظن ہی تو نہیں رہا

## یہ بات کہدینا کہ یہ فرقہ بھی ایک دن مٹ جائیگا

نری منہ کی لاف گزاف ہے۔ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ یہ نور اللہ تو کامل ہو کر رہے گا کسی کے کہنے سے مٹ چکا! ہلاکت اور زندگی اللہ تعالٰے کے ہاتھ میں ہے اور اسکا معیار یہ ہے کہ

## لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ

یعنی ہلاک تو وہی ہوتا ہے جو بینہ سے ہلاک ہو اور زندگی بھی وہی پاتا ہے جو بینہ سے زندہ ہو پس آپ لوگ غور کر کے دیکھ لیں کہ نیست و نابود ہونے کے کس کے آثار ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ باطل اپنی نحوستوں سمیت اب بھاگ جاوے گا۔ کیونکہ بینہ کے ذریعہ سے حجت پوری ہو چکی ہے قرآن شریف مستقل طور پر حضرت اقدس کے دعاوی کی تائید سے بھرا پڑا ہے ارضی اور سماوی نشانات آپکی تصدیق کر رہے ہیں۔ جماعت کی روز افزوں ترقی بتا رہی ہے کہ حق کس کے ساتھ ہے آپ لوگوں کے پاس اگر کوئی دلیل قوی ہوتی تو اسے پیش کرتے اور تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق نہ بنتے اگر حجت اور برہان ہوتی سچائی کا نور ہوتا تو گالیوں کا کیا کام تھا بد تہذیبی اور سخت کلامی سے وہی کام لیتا ہے جس کے پاس دانشمندی اور ہدایت کی بات نہ ہو کیا خوب کہا ہے سعدی نے

چو حجت نماند جفا جوئے را
بہ پیکار آخر کشد روئے را

غرض احمدی قوم کے مٹ جانے یا بڑھ جانے کا تو آپ فکر ہی نہ کریں یہ تو آپ کے کہنے سے رک ہی نہیں سکتی اسکا زیادہ صحیح اندازہ کرانا ہو تو ہر سال گورنمنٹ سے مردم شماری کرا لیا کرو۔ تاکہ پتہ لگتا جاوے کہ بڑھتی ہے یا گھٹتی ہے۔ اور نہیں تو الحکم کے کالم بیعت ہی کا مطالعہ کر لیا کرو۔

باقی یاتیں کہ ملوک اس سلسلہ میں داخل ہوں گے اور یہ خیالی منصوبے ہیں اسکا ہم کو کچھ افسوس اور رنج نہیں ہے ابتداً ایسا ہی کہا کرتے ہیں۔ مکہ والے کب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو مانتے تھے۔ یہی تو بات ہے کہ تم لوگ ایک بھی ایسا اعتراض پیش نہیں کر سکتے جو پہلے نبیوں پر نہ کیا گیا ہو۔

بالآخر ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ افسوس ان علماء نے اپنی حالت کی اصلاح کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی بد تہذیبی اور سخت کلامی تو بجائے خود ایک ایسا امر ہے کہ اخلاق اجازت نہیں دیتا کہ اسکو اختیار کیا جاوے ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم نے جوابًا اختیار کیا ہے عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

آخر میں ہم ان لوگوں کو حضرت امام ہمام علیہ الصلوۃ والسلام کے اس کلام سے مخاطب کر کے جواب پوچھتے ہیں۔

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟
کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبے؟
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟
کیونکر کرو گے رد جو محقق ہے ایک بات؟
کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں؟
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب؟
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

---

کیا آپ نے ابتک شمس بازغہ نہیں پڑھی ہے؟ اگر نہیں تو ضرور پڑھیئے۔ آپ کو پیر گولڑوی کی حقیقت معلوم ہو جاگی اور حضرت اقدس پر اعتراضوں کے جوابات کا علم آئیگا۔ صرف عنہ یا محصولڈاک پر

# مذہبی دنیا

**غلامان مسیح** - سائبیریا میں اس نام کا ایک عجیب مسیحی فرقہ ہے وہ زمین کو ہموار اور مسطح مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تین مچھلیوں کے سر پر قایم ہے۔ ریلوے۔ ٹیلگراف اور ٹیلیفون کو **دجالی صفات** قرار دیتے ہیں جب کوئی مرجاتا ہے پادری اس کے سرہانے کہتا ہے کہ آتش کا دریا مغرب مشرق کو بہ نکلا ہے۔ وغیرہ وغیرہ پھر اس کے کان میں یہ کہہ کر کہ تم بہت سے خط اٹھاؤ اور صبر کو ہلا کر دفن کے لیئے لے جاتے ہیں۔

## تثلیث کا لطیفہ

**پادری** - خدا تین ہیں باپ بیٹا روح القدس

**ایک** - نہیں جناب دو کیونکہ بیٹا تو مارا گیا باقی روح القدس اور باپ ہی رہ گئے۔

**دوسرا** - نہیں جناب ایک ہی ہے۔ کیونکہ روح القدس کبوتر کی شکل میں بیٹے پر اترا۔ اور بیٹا مارا گیا تو گویا بیٹا اور روح القدس مارے گئے۔ باقی ایک باپ ہی رہا۔

**تیسرا** - نہیں صاحب - تثلیث مان کر ایک بھی نہیں رہتا اس لیئے کہ باپ بیٹا روح القدس متحد فی الذات مانے گئے ہیں جب بیٹا مارا گیا تو سب ہی کا کام تمام ہوا۔

## نیوگ کا اشتہار - آریوں کو نصیحت

بحوالہ سناتن دہرم گزٹ معلوم ہوا ہے کہ مراد آباد کے اخبار آریہ مترمورخہ ۷- مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک عجیب اشتہار شایع ہوا ہے اشتہار دینے والے مہاشے سبھی جینی لال گپت ضلع بلند شہر کے ہیں اور وہ اشتہار میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔

میں کسی ایسی عورت سے نیوگ کرنا چاہتا ہوں جسکی عمر ۱۶ اور ۲۰ برس کے درمیان ہو خاندانی اور لایق بھی ہو اگر وال دیش میری عمر ۲۷ برس کے لگ بھگ ہے۔

ویدک تہذیب کے لئے یہ اشتہار کافی ہے اس سے پیشتر **کالو رام** کا اشتہار ہمارے ناظرین پڑھ چکے ہیں۔ لیکن یہی دیانندیو یہ کیا بات ہے۔ اس نیوگی نے تو کوئی وجہ بھی نیوگ کی نہیں لکھی۔ اور نہ کنواری یا بیوہ یا نامرد مرد کی بیوی وغیرہ کسی قسم کی تصریح ہے۔

شاید اصل اشتہار میں ہو۔ کیا دیانندی پنتھ کی کوئی خاندانی اور لایق استری ویدک آگیا پالن کرنے کو طیار ہوگی؟ اور اسکے رشتہ دار اسکو خلاف شرم وحیا نہ سمجھیں گے؟

افسوس۔

## مہدی سومالی کی بھی قلعی کھل گئی۔

یوگنڈا مہدی کا جو حشر ہوا ہمارے ناظرین اسے پڑھ چکے اب سومالی مہدی کی ملمع سازی بھی طشت از بام ہوگئی ہے سومالی مہدی کی نسبت فرانسیسی اخباروں نے غلط اور متعصبانہ مضامین شایع کر کے دریردہ اسلام پر حملہ کیا تھا۔ اور لوگوں کو دہوکے میں ڈالدیا تھا۔

مصری روزانہ اخبار اللوا سے معلوم ہوا کہ یہ شخص در اصل مسلمان نہیں ہے وہ آسٹریا فوج کا ایک سپہ سالار ہے جس کا نام تھا کارل ریجر افریقی علاقہ میں جا کر اس نے عربی زبان سیکھی اور دعوے کرنے لگا کہ ماں کی جہت سے ترکی اور باپ کی طرف سے عربی ہوں نیز اہر ورد و وظایف اور صوم وصلواۃ کو اختیار کر کے چند مسلمانوں کو اپنا فریفتہ کرلیا اور جنوبی جہت میں جاکر پہاڑ کے جاہلوں کو بہکانے لگا کہ میں مہدی موعود ہوں یہانتک کہ اسی ہزار آدمی اسکے ساتھ ہوگئے اور نجاشی کے ساتھ مقابلے بھی ہوتے رہے۔ اب ثابت ہوا کہ وہ مسلمان ہی نہیں ہے ایک فتنہ پرداز مکار ہے۔ دراصل یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ امر حق مشتبہ نہیں ہونے دیتا۔ مہدی موعود و حضرت حجۃ اللہ فی الارض حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ادام اللہ فیوضہم کی صداقت کیسے زور سے ثابت ہوتی ہے کہ ہر کاذب مدعی کی حقیقت معاً کھلتی جاتی ہے تعجب ہے اس پر بھی دنیا نہیں دیکھتی۔

## انسانونکو زندہ درگور کرنا۔

چند سال گذرے ہیں کہ روس میں ایک ایسے مذہبی فرقہ کا پتہ ملا تھا۔ جسکے ممبر زندہ دفن کئے جاتے تھے۔ اس فرقہ کا نام ہجیگنی تھا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ اس فرقہ کے سرگروہ کوالیوسکی اور اس کے مرید پر استغاثہ دائر کیا گیا تھا۔ مگر ان دنوں یہ راز نہیں کھلا تھا کہ اس فرقہ کی اصلیت کیا ہے۔ صرف اسقدر معلوم ہوا تہا کہ اس فرقہ کے ممبر آزادی سے اپنی جانیں دیتے ہیں اس مقدمہ میں ملزم پر یہ الزام عاید کیا گیا تھا کہ اس نے بتیس آدمی ہلاک کئے تھے۔ بلکہ زندہ دفن کر دئے تھے۔ کوالیوسکی اس جرم میں قید کیا گیا تھا۔ حال میں قصبہ ٹیراسپول واقعہ جنوبی روس میں ہجیگنی کے مکانات کے قریب اور زندہ دفن کئے ہوئے آدمیوں کی اٹھائیس لاشیں برآمد ہوئی ہیں جنکے ساتھ ہجیگنی کی مقدس تحریریں اور تصویریں شامل ہیں۔ یہ اس فرقہ کے مذہبی اسرار سمجھنے کیواسطے مذہبی پیشواؤں کے حوالہ کی گئی ہیں اور کوالیوسکی جسنے اسوقت بیان کیا تھا کہ میں نے ان آدمیوں کو دنیا کیواسطے

# مختلف واقعات

**عمدہ نظیر**۔ حیدرآباد دکن میں طبابت پیشہ لوگوں کے متعلق ایک ضروری قانون پاس کیا گیا ہے جسکی تمام اخبارات ہند عرصہ دراز سے تحریک کر رہے تھے بیدار مغز حکام حیدرآباد نے ایک قابل تقلید نظیر قایم کی ہے۔ اس قانون کے رو سے حکم ہے کہ کوئی شخص محکمہ عالیہ معتمدی سرکار سے سند حاصل کرنے کے بغیر نہ تو طبابت ہی کر سکے گا۔ اور نہ ادویہ فروخت کرنے کا مجاز ہوگا طبابت پیشہ کو اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کیواسطے پانسو روپیہ جرمانہ اور عطار کو دوسو روپیہ جرمانہ کیا جائے گا۔

**انگلستان میں نیا خطرہ**۔ انگلستان کے مشہور ڈاکٹر پیٹرسن کہتے ہیں کہ اہل انگلستان کو اپنے دماغوں کا علاج کرنا چاہیئے۔ انکی دماغی قوت بہت کمزور ہو گئی ہے۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ اہل انگلستان کمزور دماغ قوموں کے ساتھ شادی کر لیتے ہیں۔ اس لئے کمزور دماغ نسلیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ممالک مفتوحہ میں نوجوان انگریز وہاں کی دیسی عورتوں کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتے ہیں جنہیں دماغی قوت کا کوئی تناسب نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ خیال کوئی نیا نہیں ہے۔ اہل ہنود اور اہل اسلام میں پہلے ہی سے ایک محدود دائرہ کے اندر شادیاں کرنیکا دستور صدیوں سے چلا آتا ہے۔

**رسم تاج پوشی**۔ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی رسم تاج پوشی سال آیندہ میں بماہ جون ہوگی۔ جس کے واسطے بہت عرصہ پہلے تیاریاں شروع ہو جائیں گی۔ انکا اہتمام ارل مارشل ڈابرنش صاحب بہادر اور مسٹر چیمبرلین صاحب کو تفویض ہوگا۔ اس ساعت سعید میں کئی شاہان یورپ و انڈیا - اور دیسی والیان ریاستہا ہند لندن میں رونق افروز ہونگے۔

**والدین محتاط رہیں**۔ ڈاکٹر ہال صاحب انسپکٹر جنرل ہسپتالات کی ایک چٹھی اخبار پاینیر میں شایع ہوئی ہے جس میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ کئی سٹیشنوں پر ایسی کہلونے بکتے ہیں جن پر زہریلے رنگ لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور وہ ذرا سی نم پہونچنے سے کہلونے سے اُترنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لیئے بچوں کے والدینوں کو لازم ہے کہ وہ اس قسم کی زہریلی اشیاء کبھی اپنے بچوں کے ہاتھوں میں آنے کا موقع نہ دیں اور والدینوں کو سمجھانے سے بہتر ہے کہ گورنمنٹ ایسی اشیاء کی فروخت ہی کا بند کر دے۔

**پرانے انصاف کی نظیر**۔ چین میں دو ایسی عورتیں ایک بچہ کی نسبت دعویدار ہوئیں۔ جو بلحاظ ایسی سچی معلوم ہوتی تھیں کہ حاکم کو ایک یا دوسری کے حق میں فیصلہ دینا دشوار ہو گیا۔ آخر کار حاکم نے اپنی بیوی سے جو مشہور دانشمند تھی مشورہ لیا۔ بیوی نے جھٹ ایک زندہ مچھلی منگا کر لڑکے کو اندر بلوا کر اسکے کپڑے مچھلی کے گرد لپیٹ دیئے اور نوکر کو حکم دیا کہ دونو دعویدار عورتوں کے روبرو اس کو دریا میں پھینک دو۔ جسکے حکم کی فوراً تعمیل کی گئی جب مچھلی کپڑوں کو اتارنے کے واسطے تڑپی تو ایک عورت بچہ کو نکالنے کے واسطے دریا میں کود پڑی ملازموں نے جھٹ اس عورت کو پانی سے نکال لیا۔ اور حاکم کی بیوی کے پیش کیا۔ اسنے بچہ کو عمدہ کپڑے پہنا کر اسکی ماں کے حوالہ کر دیا۔ اور دوسری عورت نادم ہو کر راہی ہوئی۔

**برقی طاقت**۔ کا ہم ہندوستان کی تمام جنگی بارکوں میں برقی روشنی کی جائے گی۔ اور وزارت پنکھے بھی برقی طاقت سے کھینچے جایا کرینگے تاکہ پنکھا قلیوں کی ہلاکت کے مقدمات میں اضافہ ہو۔

**بغاوت**۔ سنا گیا ہے کہ جنوبی افریقن رجمنٹ کے تین سو سپاہی باغی ہوئے ہیں اس آتش فساد کو فرو کرنے کے لئے فوج کو روانہ ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اُس ملک کے موجودہ سپاہی میعاد معہودہ کے ختم ہونے پر وہاں سے تبدیل نہیں کیے گئے تھے۔

**افسوس ہے**۔ شمال و مغربی صوبجات کے چند اضلاع میں استادہ فصل کو ژالہ باری۔ مینہ اور زنگ سے بہت بھاری نقصان پہونچا ہے۔

**کمی محصول**۔ بعض اخبارات لکھتے ہیں کہ سررشتہ ڈاکخانجات ہند میں پارسلوں کے محصول میں کمی ہونیوالی ہے۔ جس سے اس محکمہ کی آیندہ سالانہ آمدنی میں قریباً چھ لاکھ کی ہو گی۔

**برف کی طاقت**۔ دو انچ برف کی تہ کے اوپر سے پیدل فوج اور چار انچ موٹی برف کی تہ کے اوپر سے سوار۔ اور سبک توپیں۔ اور چھ انچ موٹی تہ کے اوپر سے بھاری بوجھ گولہ والی توپیں اور آٹھ انچ موٹی تہ کے اوپر سے اندازہ کی بار برداری گاڑیاں گھوڑوں سمیت گذر سکتی ہے۔ اور دس انچ موٹی تہ سے پیدل ہجوم سپاہیوں کے گذر سکتا ہے۔ اور دو فٹ کی تہ پر سنگین مال سے لدی ہوئی گاڑیاں جا سکتی ہیں۔

خوف ہوتا تو کم از کم جعفر زٹلی کے اشتہاروں میاں غلام احمد کے اشتہارات اور مولوی محمد حسین صاحب کے رسالجات اشاعۃ السنہ اور کفرنامہ مولوی نو مسلم سعد اللہ کے گندے رسالجات کے جلانے کا بھی ذکر کیا جاتا۔ کیونکہ کوئی گالی ایسی نہیں ہے جو ان اشتہارات و رسالجات میں نہیں دی گئی ہم کہتے ہیں گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط پچھلی باتونکو چھوڑو۔ آگے ہی کے لئے انتظام کرو اور حسبی دعدہ تہذیب اور شایستگی کا کرو۔

پھر یہ بھی کہا ہے کہ ایک کمیشن مقرر ہو جو کبھی متنازعہ فیہ تحریر کی نسبت مہذب یا غیر مہذب ہونے کا فیصلہ دے۔ ہماری رائے میں یہ بھی ایک بیہودہ بات ہے اسکی ضرورت ہی کیا ہے کیا آپ لوگوں کا منشا یہی ہے کہ آپ بد تہذیبی کریں۔ اور جب آپ بد تہذیبی چھوڑنے کے لئے سچے دل سے مستعد ہو جائیں گے پھر اس خیال یا وہم کا تو شائبہ بھی نہیں رہ سکتا۔

آخر میں جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک نیت پر یہ کہہ کر حملہ کیا ہے کہ "مرزا کی نیت بخیر نہیں" یہ حملہ ایک متقی اور خوف الٰہی سے لرزاں عالم کے منہ سے نہیں نکل سکتا۔ ہم نہیں سمجھتے کہ آپ لوگوں کو کیا حق حاصل ہے کہ کسی کی نیت پر مجرمانہ حملہ کریں اور بدظنی کر کے قرآن کریم کے اس حکم کو توڑیں کہ مومنوں کو آپس میں نیک گمان کرنا چاہیئے۔ آپ کی حسن ظنی کا تو یہ منشا ہونا چاہیئے تھا کہ آپ بلا چون و چرا مان لیتے مگر افسوس ہے کہ حسن ظن ہی تو نہیں رہا

## یہ بات کہدینا کہ یہ فرقہ بھی ایک دن مٹ جائے گا

نری منہ کی لاف گزاف ہے۔ يريدون ان يطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون۔ یہ نور اللہ تو کامل ہو کر رہے گا کسی کے کہنے سے مٹ چکا! ہلاکت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور اسکا معیار یہ ہے کہ

ليهلك من هلك عن بينة ويحيى من حيّ عن بينة

یعنے ہلاک تو وہی ہوتا ہے جو بینہ سے ہلاک ہو اور زندگی بھی وہی پاتا ہے جو بینہ سے زندہ ہو پس آپ لوگ غور کر کے دیکھ لیں کہ نیست و نابود ہونے کے کس کے آثار ہیں اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ باطل اپنی نحوستوں سمیت اب بھاگ جاوے گا۔ کیونکہ بینہ کے ذریعہ سے حجت پوری ہو چکی ہے قرآن شریف مستقل طور پر حضرت اقدس کے دعاوی کی تائید سے بھرا پڑا ہے ارضی اور سماوی نشانات آپکی تصدیق کر رہے ہیں۔ جماعت کی روز افزوں ترقی بتا رہی ہے کہ حق کس کے ساتھ ہے آپ لوگوں کے پاس اگر کوئی دلیل قوی ہوتی تو اسے پیش کرتے اور تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق نہ بنتے اگر حجت اور برہان ہوتی سچائی کا نور ہوتا تو گالیوں کا کیا کام تھا بد تہذیبی اور سخت کلامی سے وہی کام لیتا ہے جس کے پاس دانشمندی اور ہدایت کی بات نہ ہو کیا خوب کہا ہے سعدی نے

چو حجت نماید جفا جوئے را
بہ پیکار آخر کشد روئے را

غرض احمدی قوم کے مٹ جانے یا بڑھ جانے کا تو آپ فکر ہی نہ کریں یہ تو آپ کے کہنے سے رک ہی نہیں سکتی اسکا زیادہ صحیح اندازہ کرانا ہو تو ہر سال گورنمنٹ سے مردم شماری کرا لیا کرو۔ تاکہ پتہ لگتا جاوے کہ بڑھتی ہے یا گھٹتی ہے۔ اور نہیں تو الحکم کے کالم بیعت ہی کا مطالعہ کر لیا کرو۔

باقی باتیں کہ ملوک اس سلسلہ میں داخل ہوں گے اور یہ خیالی منصوبے ہیں اسکا ہم کو کچھ افسوس اور رنج نہیں ہے ابتداً ایسا ہی کہا کرتے ہیں۔ مکہ والے کب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو مانتے تھے۔ یہی تو بات ہے کہ تم لوگ ایک بھی ایسا اعتراض پیش نہیں کر سکتے جو پہلے نبیوں پر نہ کیا گیا ہو۔

بالآخر ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ افسوس ان علماء نے اپنی حالت کی اصلاح کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں کی بد تہذیبی اور سخت کلامی تو بجائے خود ایک ایسا امر ہے کہ اخلاق اجازت نہیں دیتا کہ اسکو اختیار کیا جاوے ان لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم نے جواباً اختیار کیا ہے عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

آخر میں ہم ان لوگوں کو حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کلام سے مخاطب کر کے جواب پوچھتے ہیں۔

یارو خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟
باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟
کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوب کر؟
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟
کیونکر کرو گے رد جو محقق ہے ایک بات؟
کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں؟
سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

---

کیا آپنے ابتک شمس بازغہ نہیں پڑھی ہے؟ اگر نہیں تو ضرور پڑھیئے۔ آپ کو پیر گولڑوی کی حقیقت معلوم ہو جائیگی اور حضرت اقدس پر اعتراضوں کے جوابات کا علم آئیگا۔ صرف عہ بلا محصولڈاک پر

# بقیہ مضمون ایڈریس

**نمبر ۸**۔ ممباسہ میں جو علمائے عرب ہیں ان کو عربی کتب مؤلفہ حضرت اقدس دکھائی گئیں اور حسب استعداد اہل زبان میں مختلفہ مسائل بیان کئے گئے مگر چونکہ کسی کو ہم میں سے زبان کی کامل مہارت نہ تھی اس لئے اصل حق اشاعت پورے طور پر ادا نہ ہوا۔

ممباسہ میں جو کرسچین مشنری سوسائٹیاں ہیں اور جو بشپ وغیرہ یہاں رہتے ہیں ان سے بھی انگریزی میں گفتگوئیں ہوئیں اور حضرت مسیح موعود کی بعثت اور اسرائیلی مسیح کی وفات کی خبر ابلاغ کی گئی۔

حضرت اقدس نے ایک انگریزی اشتہار اپنے سلسلہ اور خدام کے وغیرہ کے بارہ میں گورنمنٹ ہند کو پیش کیا تھا اس کی نقل یہاں کے انگریزی اخبار **یوگنڈا میل** میں دے گئے اور بطرح افریقہ میں انگریزی دنیا کو مسیح موعود کی اطلاع دی گئی۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب ڈاکٹر رحمت علی صاحب اور راقم الحروف نے اپنے اپنے جہازی سفروں میں بذریعہ کتب و کلام وغیرہ مسافران جہاز کو جو کہ مختلف بلاد و امصار کے تھے تبلیغ کی۔

**نمبر ۹** ہفتہ وار جلسہ کلنڈنی ہسپتال میں کسی باہتمام ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہوتا رہا جس میں قرآن کریم سنایا جاتا اور حضرت اقدس کی تصنیفات پڑھی جاتیں اور مسئلہ حیات و وفات مسیح کے مضامین کے متعلق تقریریں ہوتی رہتیں۔

ہم افسوس سے بیان کرتے ہیں کہ جب سے ڈاکٹر رحمت علی صاحب نیروبی تشریف لائے ہیں یہ اہتمام ٹوٹ گیا ہے امید ہے کہ دیگر ممبران اس شاخ تبلیغ کی طرف توجہ کریں گے۔

حضرت اقدس کی مقدس تصانیف بندرگاہ ممباسہ سے لے کر اہل ہند تک ہمیشہ اشاعت پاتی رہیں اور مختلف طبائع پر اپنا اثر کرتی رہیں۔

**نمبر ۱۰**۔ اس عرصہ میں تخمیناً ۵۰ اشخاص سے زیادہ حضرت مسیح موعود ؑ کی بیعت سے مشرف ہوئے جن کے اسمائے گرامی ہم اس مضمون کے اختتام پر درج کریں گے اور علاوہ اس کے ایک کثیر تعداد مردمان کو حضرت اقدس سے ایک خاص عقیدت ہو گئی اور نوجوان فلسفی مزاج اہل اسلام کو اس جماعت کے ممبروں سے واسطہ اتحاد بڑھتا جاتا ہے۔

چند ایک اشخاص نو داخل شدہ ممبران کو بوجہ کمزوری طبع اور نہ میسر ہونے صحبت مخلصان کے لغزش بھی ہوئی اور بیعت میں داخل ہونے کے بعد انھوں نے اس رشتہ کو توڑا مگر پھر جب ان کو اس جماعت پر گذرنے کا اتفاق ہوا تو انھوں نے اپنی اس لغزش پر سخت ندامت کی اور بعض نے رجوع بھی کیا۔ خدا تعالیٰ انکو استقامت عطا کرے۔

**نمبر ۱۱**۔ آج تک تخمیناً چھ ہزار سے زیادہ روپیہ افریقہ کی جماعت کی طرف سے اشاعت سلسلہ۔ محکمہ تعلیم۔ عمارات و فنڈ مساکین وغیرہ میں مختلف طور پر قادیان کی طرف روانہ کیا جا چکا ہے اس میں وہ اخراجات شامل نہیں ہیں جو کہ خاص افریقہ میں اشاعت سلسلہ کے متعلق کئے گئے ہیں۔ افسوس ہے کہ کوئی باقاعدہ رجسٹر نہیں رکھا گیا جس میں پورے طور پر تعداد روپیہ اور دیگر کارروائی سلسلہ کی رکھی جاتی مگر انشاءاللہ آیندہ اس کا پورا پورا انتظام کیا جائیگا

اسے مذکورہ بالا رقم میں بھاری بھاری رقمیں ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب ڈاکٹر رحمت علی صاحب سیٹھ احمدالدین صاحب اور محمد ابراہیم و محمد افضل ٹھیکیداران کی ہیں۔

جناب بابو نور احمد صاحب نے باوجود جمعداری کے عہدہ پر ہونیکے اور تھوڑی تنخواہ پانے کے اپنی تین سالہ ملازمت میں چار سو روپیہ روانہ کیا۔

اور ایک صاحب میاں مصاحبدین کمپونڈر نے جو کہ ابھی تک اگرچہ جماعت احمدیہ میں شامل نہیں ہوئے اور صرف حسن ظن رکھتے ہیں اور جو کہ اپنی تین سالہ ملازمت کا بقیہ اندوختہ لے کر ہندوستان رخصت پر اپنے گھر جانے والے تھے ایک دفعہ صرف یہ خبر سنکر کہ حضرت مرزا صاحب کو خدمت دینی کے لئے روپیہ کی سخت ضرورت ہے بڑی عالی ہمتی اور دریا دلی سے اپنی رخصت کو منسوخ کرا دیا اور کل اندوختہ روپیہ دینی خدمت کے لئے چندہ میں دیدیا خدا تعالے ان کو اس نیک عمل کی جزائے خیر دیوے اور جلد تر اس پاک سلسلہ میں داخل کرے

**نمبر ۱۲**۔ حضرت اقدس کے دو خادم افریقہ میں فوت ہوئے اور ایک سخت مخالف مکذب بھی فوت ہوا دونوں کے انجام کا مقابلہ کرنے سے اہل بصیرت کو ایک عجیب سبق حاصل ہوتا ہے۔

خدام میں سے ایک صاحب مولوی ضیاءالدین صاحب ساکن گجرات تھے جو کہ بزمرہ خلاصیان ملازم ہو کر آئے تھے اور کراچی سے بیعت کا خط لکھا تھا ملازمت سے شاید دوسرے سال کلینڈنی ہسپتال میں فوت ہوئے اور بہت عمدہ طور سے ان کی تجہیز و تکفین کی گئی نماز جنازہ پر ۳۰ سے زیادہ آدمی موجود تھے۔

دوسرے صاحب بابو محمد دین صاحب ولد پیر بخش ویٹرنری اسسٹنٹ محکمہ یوگنڈا تر نیپورٹ ہیں جو حال ہی میں مورخہ ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹ء کو کلنڈنی ہسپتال میں فوت ہوئے ہم انکی مختصر سوانح اور حالات وفات اس مضمون کے ساتھ الگ اختتام پر

درج کرتے ہیں اور ان کی وصیت بھی شائع کرتے ہیں کہ وہ بہ درستی ہوش و حواس و ثبات عقل قبل از انتقال خود کر گئے۔

ان دونوں موتوں کے بالمقابل ایک سخت منکر مکذب کی بھی موت ہے جنکا نام عبد العزیز صاحب سگنیلر ہے یہ صاحب امرتسر میں کسی ٹوپی صاحب کے صاحبزادہ ہیں جو کہ ماہ اگست یا ستمبر سنہ ۱۹۰۰ء میں خودکشی کر کے مر گئے اور نماز جنازہ بھی نصیب نہ ہوئی خودکشی کی وجہ ان کی قرضداری ہے باوجود معقول تنخواہ پانے کے بوجہ اسراف کے یہ بہت مقروض ہو گئے ہوئے تھے۔ فقط

خاکسار محمد افضل خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام از افریقہ ممباسہ بی۔

## تفصیل بیعت کنندگان جنہوں نے افریقہ میں حضرت اقدس سے بیعت کی

ڈاکٹر رحمت علی صاحب ضلع گجرات
ٹھیکیدار محمد ابراہیم صاحب ساکن پنڈی
فرزند علی صاحب سوداگر "
شیخ احمد دین صاحب جہلم
میاں جواہر صاحب زرگر "
میاں اللہ دتا صاحب " "
محمد عالم صاحب کلرک سٹور "
میاں بھولا صاحب
نبی بخش صاحب مستری سادہ "
غلام محمد صاحب ٹھیکیدار "
حافظ محمد صاحب " "
محمد حفیظ صاحب " "
سید محمد صاحب کلرک سٹور۔
بابو غلام غوث شاہ صاحب وینریری اسسٹنٹ یوگنڈا ریلوے
بابو محمد عبد اللہ صاحب سٹیشن ماسٹر
منشی امیر خانصاحب ہسپتال ریلوے
بابو محمد الدین صاحب مرحوم وینریری اسسٹنٹ از جالندھر۔
بابو مولا بخش صاحب وینریری اسسٹنٹ "
بابو سلطان علی صاحب کمپونڈر سرسر
بابو احمد دین شاہ صاحب کمپونڈر۔
خواجہ احمد صاحب داروغہ ضلع گجرات
غلام قادر صاحب ڈریسر گجرات
فتح الدین صاحب جمعدار "
عظیم شاہ صاحب باورچی ہسپتال
منشی علی محمد صاحب۔
محمد اسمٰعیل صاحب ساکن کڑیانوالہ گجرات
برکت علی صاحب نوشاہی گجرات
دولت علی صاحب " "
عبد اللہ صاحب کمپونڈر "
بابو غلام نبی صاحب اورسیر ہشیارپور
رحیم بخش صاحب مستری گجرات
عبد العزیز صاحب جمعدار "
جان محمد صاحب ڈریسر "
مولوی فضل الرحمن صاحب کمپونڈر "
نادر خانصاحب ڈپٹی انسپکٹر۔
بابو علی اظفر صاحب کمپونڈر امرتسر
بابو مظہر علی صاحب کلرک امرتسر۔
بابو فیض علی صاحب کمپونڈر امرتسر
سید کرم حسین صاحب کلرک ساکن لاہور بھونڈی پورہ
علی احمد شاہ صاحب لاہور۔
غلام حیدر صاحب سوداگر "
غلام علی صاحب گھڑی ساز "
بابو اللہ داد خاں صاحب گارڈ "
بابو محمد عالم صاحب سگنلر "
مستری کریم بخش صاحب ٹھیکیدار "
عالم شیر صاحب سپاہی گنٹنجنٹ۔
عظیم خانصاحب دفتری یوگنڈا ریلوے دہلی۔
حسن دین صاحب فائرمین۔ لاہور

---

## فہرست دیگر ممبران جماعت جو کہ ہند میں بیعت کر کے افریقہ میں آ گئے۔

محمد افضل ٹھیکیدار۔ لاہور
محمد بخش صاحب ٹھیکیدار کڑیانوالہ
ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب۔ گوڑیانی
شیخ نور احمد صاحب ٹائم کیپر۔ حال کلرک ہسپتال۔ جالندھر
شیخ حامد علی صاحب جمعدار قادیان
برادر شیخ " "
حافظ محمد اسحاق صاحب اورسیر بھیرہ
قطب الدین صاحب مستری " "
بابو نبی بخش صاحب کلرک اکونٹنٹ آفس لاہور
بابو عبد الرحمن صاحب کلرک لوکو آفس "
چودھری محمد اسمٰعیل صاحب جمعدار جھانبراوار سیالکوٹ۔
غلام محمد صاحب کمپونڈر۔ جالندھر

## مختصر سوانح بابو محمد الدین صاحب مرحوم

واضح ہو کہ بابو صاحب مرحوم سے ہماری ملاقات اپریل سنہ ۱۸۹۹ء میں ہوئی۔ جب کہ بابو صاحب علاقہ یوگنڈا پر ڈسٹرکٹ سے کسی سرکاری ڈیوٹی پر ممباسہ تشریف لائے ہوئے تھے اور اخویم جواہر زرگر کی دوکان پر حالت بخار میں بیٹھے تھے کہ بندہ ہسپتال کلنڈنی سے بازار میں آیا اور اسی دوکان پر بذریعہ السلام علیکم تعارف ہوا اثنائے گفتگو میں اخویم مرحوم کے ساتھ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا ذکر چل پڑا جب ان کو اس بات کا علم ہوا کہ یہاں مرزا صاحب کے بیعت سے خادم ہیں تو ان کو اس بات کا کمال اشتیاق ہوا کہ ڈاکٹر رحمت علی صاحب کے مکان پر ان تصانیف کا مجموعہ موجود ہے تو اسی حالت بخار میں کیس اوڑھ کر ہوا کا سینچ ہوئے افغاں و خیزاں ہسپتال پہنچے اور جس قدر تصانیف انکو مل سکیں اسی وقت لے آئے اور تمام رات انکو مطالعہ کرتے رہے اور

دوسرے دن ۱۲ بجے تک کل کتب واپس کردیں جس سے ثابت ہوا کہ اخویم مرحوم کو تلاش حق کی کسقدر تڑپ تھی اسی طرح ان سے چند یوم ملاقات رہی اور آخرکار ایک دن اخویم مرحوم نے حضرت مرزا صاحب کو بیعت کا خط لکھکر دیگر خدام مرزا صاحب کو اطلاع دی اور غسل وغیرہ کرکے کپڑے بدل کر اسی دن نماز شروع کی۔ تیسرے دن انھوں نے ایک خط اپنے گھر لکھا جس میں اس اپنی بیعت کی اطلاع دی اور اپنی اہلیہ کو بڑی تاکید نماز کی لکھی اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اگر وہ پابندی نماز میں تساہل برتے گی تو انکا اور اسکا تعلق ایک دن ٹوٹ جاوے گا بیعت کے چند یوم بعد انھوں نے ایک بڑا مبشر خواب دیکھا جس میں حضرت مرزا صاحب نے ان کو ایک جبہ عطا کیا۔ افسوس ہے کہ اس خواب کی زیادہ تفصیل یاد نہیں رہی۔ جتنی دیر وہ ممباسہ میں رہے ہفتہ وار جلسہ میں شامل ہوتے رہے اور چندہ دیتے رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ اپنی ملازمت پر چلے گئے اور خطوط کے ذریعہ سے ان کے حالات معلوم ہوتے رہے۔ پھر دوبارہ کلنڈنی میں ہمارے اخویم مرحوم ۱۶ اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء کو وارد ہوئے اور اخویم محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار کے مکان پر فروکش ہوئے جہاں اتفاق سے بندہ بھی آیا ہوا تھا اس وقت بابو صاحب کا حلیہ بدلا ہوا تھا مونچھیں کتری ہوئیں اور داڑھی بڑھی ہوئی تھی تین چار دن کے بعد عصر کے بعد بابو صاحب کو بخار سردی سے چڑھا جو پھر نہ اترا۔ دوسرے دن بابو صاحب نے اپنی حالت کا خود اندازہ کرکے کہا کہ جلد تر ڈاکٹر انگریز کو بلا کر دکھایا جاوے اسی وقت ریلوے ہسپتال میں سے ایک اسسٹنٹ سرجن صاحب کو بلایا گیا۔ چونکہ بابو صاحب نے اپنے کامل تجربہ سے معلوم کر لیا تھا کہ بخار مہلک ہے اس لئے ڈاکٹر صاحب کی تالیف قلوب کے واسطے انہیں فیس دے کہ وہ توجہ سے علاج کرے۔ ڈاکٹر صاحب بہت تندہی سے علاج کرتے رہے مگر دو دن تک کوئی افاقہ نہ ہوا دوسرے دن بھی ڈاکٹر صاحب کو دام دیئے گئے اور ایک رات نصف شب تک برابر بیٹھے رہے مگر مرض کو افاقہ نہ ہوا اور بابو صاحب بیہوش پڑے رہے۔ آخر ان کی حالت نازک دیکھکر نادر خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر کی معرفت پولیس سپرنٹنڈنٹ اور محکمہ ٹرانسپورٹ میں اطلاع دی گئی جہاں سے ریلوے ڈاکٹروں کو بہت تاکید علاج معالجہ کے واسطے لکھی گئی اور کہا گیا کہ ان کو خاص ہسپتال میں رکھو ڈاکٹر صاحب فوراً آگئے اس رات بابو صاحب کو ہسپتال میں لے گئے اور ایک الگ کمرہ میں رکھا دو تین آدمی خدمت کے واسطے چھوڑے۔ موت سے ایک دو یوم پیشتر مرض کو افاقہ معلوم ہوا اور سب کو خوشی ہوئی۔ سورجہ ۱۷ اکتوبر کو اخویم مرحوم نے ایک شخص ملا محمد دین ڈریسر کو جو کہ آپ کی خدمت کے واسطے تعینات تھے محمد ابراہیم صاحب کے پاس روانہ کیا کہ ان کو بلا لاؤ محمد دین ڈریسر بازار میں آکر ہم سب کو بلا کر لے گئے آگے جا کر دیکھا تو اخویم مرحوم نے ایک شخص کو اپنی پائینتی بٹھایا ہوا تھا اور سورہ یٰسین سن رہے تھے جب ہم سب پہونچے تو السلام علیکم کے بعد بابو عمرالدین نے کہا کہ میرا وقت آخری ہے تم کو بلایا ہے وصیت نامہ لکھلو۔ ہم سب نے تسلی دی مگر انھوں نے کہا کہ نہیں مجھکو اپنی زندگی کی امید نہیں ہے میرے پاؤں سوج گئے ہیں زبان سیاہ ہوگئی ہے چہرہ پر بھی ورم ہے میں نے ابھی آئینہ سے اپنی زبان کو دیکھا ہے تم بہرحال وصیت لکھلو کہ آئندہ کام آوے تحفظ ما تقدم کے لحاظ سے ہم سب وصیت لکھنی بیٹھ گئے اسوقت ذیل کے اشخاص موجود تھے۔ نادر خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس۔ بابو رستم علی صاحب راشن سٹور کلرک محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار یوگنڈا ریلوے محمد افضل ٹھیکیدار یوگنڈا ریلوے محمد دین ڈریسر ہسپتال ایک اور ملازم ہسپتال سب نے محمد افضل صاحب کو کہا کہ آپ لکھتے جاویں انھوں نے وصیت لکھنی شروع کی جس کی نقل اس مضمون کے ساتھ اشاعت کی جاتی ہے لڑکی اور ہمشیرہ کے الفاظ پر مرحوم کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے مگر عجیب ضبط کا آدمی تھا پھر اپنی آواز کو کھڑا کیا اور بہت صفائی سے وصیت لکھوائی۔ جب انھوں نے پانسو روپیہ اشاعت اسلام کے لئے لکھوا دیا تو محمد ابراہیم صاحب نے دریافت کیا کہ پنجاب میں مختلف انجمن اشاعت اسلام کی ہیں کہاں روپیہ صرف ہو تب مرحوم نے کہا کہ حضرت مسیح مرزا غلام احمد صاحب کی طرف سے اشاعت اسلام میں صرف ہو۔ اور لڑکی وغیرہ کا جب ذکر آیا تو محمد ابراہیم نے کہا کہ والدہ وغیرہ دیگر اقارب کا بھی حق ہے تو مرحوم نے جواب دیا کہ زوجہ کے لئے زیور کافی ہے اور والدہ اور والد کے پاس کافی جائداد اور سرمایہ ہے مگر لوگ لڑکیوں کے حقوق کی نگہداشت نہیں کرتے اس لئے میں لڑکی کو سب دینا چاہتا ہوں ابھی وہ بہت چھوٹی ہے۔ اس کے بعد کل وصیت تحریر ہوئی اور اسکو دوبارہ سنا کر عمرالدین صاحب کے دستخط ثبت کر دیئے گئے۔ اور انھوں نے محمد بخش صاحب پر اپنا اعتبار بہت ظاہر کیا کہ وہ ہر ایک معاملہ کو دیانت داری سے سرانجام دیں گے بعد ازاں انھوں نے بہت اصرار کیا کہ مجھے بازار میں لے چلو یہاں میری طبیعت بہت گھبراتی ہے ہم سب

اس لئے انکو بازار میں نہ لائے کیونکہ بغیر اجازت ڈاکٹر یہ امر مناسب خیال نہ کیا گیا - اور ان کو تسلی اور تشفی دیکر آگئے - یہ سب کارروائی ۲ بجے بوقت نماز ظہر کے ہوئی بوقت ۵ بجے نماز عصر ملاں محمد دین ڈریسر بازار میں آئے اور سب کو اطلاع دی کہ بابو عمر الدین نے ابھی کچھ عرصہ ہوا کہ جان دی ہے اور ان کی وفات کی کیفیت یہ ہے -

موت سے نصف گھنٹہ پیشتر کلمہ شریف پڑھنا شروع کیا اور پاس بیٹھ کر سورہ یٰسٓ پڑھوائی ڈاکٹر نے کہا کہ کیا حال ہے جواب دیا کہ اب تو جان نکل رہی ہے - صاحب نے کہا کہ شامپین لاؤ اور وہ شامپین جب اس کے سامنے کی گئی تو جواب دیا کہ یہ ناپاک چیز مجھکو نہیں چاہیئے مجھے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کافی ہے تین دفعہ صاحب نے اصرار کیا اس نے یہی جواب دیا پھر بولا میرے پاؤں کو سیدھا کرو جب سیدھا کیا تو پھر کلمہ پڑھنا شروع کیا - بعد ازاں ہاتھ کی مٹھی بند کی اور جان دیدی -

## انا للہ وانا الیہ راجعون

سب برادران طریقت اسی وقت اٹھے اور تجہیز و تکفین میں مشغول ہوگئے جسم مرحوم کا آخر وقت دفنانے تک مثل ریشم کے تھا کپڑے وغیرہ اتارنے میں کوئی پارچہ چاک نہیں کرنا پڑا - قریباً سات بجے شب کو قبرستان میں لے گئے قبر نامکمل تھی اس لئے کلمہ خوانی بڑی کثرت سے بلند آواز جنازہ پر ہوتی رہی قریباً ۳۰ مردمان کے موجود تھے نماز جنازہ بہت عمدہ طور پر ادا ہوئی ۸ بجے کے قریب دفن کرکے سب واپس آگئے مرحوم کی یہ بھی وصیت تھی کہ مجھے عمدہ قبرستان میں دفن کیا جاوے اور پختہ قبر بنواکر اسپر نام کندہ کروا دینا کہ کوئی رشتہ دار کبھی ادھر گذرے تو دعائے خیر سے یاد کرے اس کے بعد محمد ابراہیم صاحب نے صدقہ خیرات وغیرہ ان کے روپیہ میں سے حسب انکی وصیت کے کیا مگر ابھی قبر پختہ اور نام کندہ نہیں ہوا وہ کہتے ہیں کہ چند دن میں کرا دیا جائے گا -

خاکسار محمد افضل از نیروبی
مشرقی افریقہ ۲ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

# نقل وصیت نامہ بابو عمر الدین مرحوم

وصیت نامہ منجانب بابو عمر الدین ولد پیر بخش ویٹرنری اسسٹنٹ ساکن محلہ عالی شہر جالندھر پنجاب حال وارد افریقہ ہسپتال کابیٹی

(۱) یہ کہ میری کل جائیداد سے جوکہ میری پیدا کردہ ہے اسمیں سے مبلغ پانچ صد روپیہ مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی طرف سے اشاعت میں صرف کیا جاوے اور مبلغ ایک صد روپیہ میری ہمشیروں کو تقسیم کیا جاوے - (۲) اور بقایا جائیداد اور روپیہ جسقدر ہے وہ میری لڑکی بنام عزیز بی بی جس کی نسبت بھائی محمد بخش کے لڑکے سے ہو چکی ہے اس کے نام کر دیجاوے (۳) جسقدر زیور میری زوجہ کے پاس ہے وہ اسکا مال ہے کیونکہ اس میں تعرض کرنیکا استحقاق نہیں ہے (۴) جسقدر روپیہ وسامان میرا یہاں ہے - وہ محمد بخش صاحب کے نام پنجاب روانہ کیا جاوے جسکی تفصیل یہ ہے نقد محمد ابراہیم ٹھیکیدار کے پاس ۱۰۰۰ جس سے انہوں نے بیماری پر صرف کیا ہے وہ منہا کرکے باقی روپیہ -

ایک ہنڈوی علی دین ولبرام جوکہ چمڑہ کے چک میں ہے تعدادی ۵۰ اگر اس نے یکصد روپیہ گھر روانہ کر دیا ہوا تو بقایا قابل وصول ورنہ تمام -

ایک چک بنام ہینک کمپنی تعدادی ۵۰ جوکہ کمپنی نے ادا کرنے سے انکار کیا ہے اسکا روپیہ نور بخش صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ یہ چک دیکر وصول کرنا ہے -

یوگنڈا ٹرینسپورٹ کیطرف جسقدر میرا روپیہ ملازمت نکلتا ہے وہ کل -

(۵) مذکورہ بالا جسقدر میرا روپیہ ہے اسمیں سے ذیل کی ادائیگی کرنیکے بعد وہ روپیہ پنجاب روانہ کیا جاوے بابو محمد بخش صاحب کلرک ڈپٹی کورٹ جالندھر شہر کے نام پہ مولوی قمر اللہ ملازم ہسپتال حق الخدمت سے ۵ مسمی بابو رحمت اللہ ویٹرنری اسسٹنٹ کو ادا کرنا جوکہ اس نے واسطے دینے کے دئے تھے - ماسوا اخراجات تجہیز و تکفین عمدہ طور پر جسقدر ہوں معہ خیرات ایک گھڑی رسٹ واچ سواری کے وقت واپسی گم ہوگئی اسکی قیمت بابو رحمت اللہ صاحب ادا کر دیں گے (۶) جسقدر روپیہ مینی لوگوں سے وصول کرنا ہے اور انہیں سے بعض کی رسیدیں میرے پاس نہیں وہ کل بعد وصولیت میری لڑکی عزیز بی بی کا حق ہے (۷) جو حساب کتاب میرا یوگنڈا ٹرینسپورٹ کے ساتھ ہے اسکے وصول کرنے اور تصفیہ کرنے کے لئے میں بابو رحمت اللہ صاحب کو مقرر کرتا ہوں جوکہ بعد تصفیہ کل روپیہ میرے مکرم بھائی محمد بخش صاحب کے پاس بطور امانت پہونچا دیں اور حسب وصیت چندہ خرچ کریں اور علی دین ولبرام کمپنی سے جو روپیہ ہنڈوی وغیرہ وصول کرنا ہے اور یہاں افریقہ میں جس کسی سے لینا ہے اس کے وصول کرنیکے لئے بابو رحمت اللہ صاحب مختار ہیں اور اگر میرا کوئی اور قرضہ میرے نام نکلے جسکی مجھکو اسوقت یاد نہیں تو بعد کامل تحقیق کے بابو رحمت اللہ صاحب اسے ادا کر سکتے ہیں (۸) اگر میں اس وصیت کے بعد فوت افریقہ میں ہوں تو میری تجہیز و تکفین وغیرہ کے مہتمم محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار بشمولیت دیگر برادران جماعت حضرت مرزا صاحب ہیں وہ ادا کریں گے اور نیز ایک خط بخدمت حضرت مرزا صاحب برائے دعائی مغفرت و نماز جنازہ قادیان روانہ کیا جاوے اور جو یکصد روپیہ میں نے تجہیز و تکفین کیلئے مقرر کیا ہے وہ محمد ابراہیم ہی صرف کریں -

(نوٹ) بھائی محمد بخش صاحب کو تاکید ہے کہ وہ حسب وصیت نامہ ہر ایک وصیت پر خدا کو حاضر ناظر جانکر عمل کریں - دستخط متوفی عمر الدین

یہ وصیت نامہ ہم لوگوں کے روبرو بدرستی ہوش و حواس بابو عمر الدین صاحب نے تحریر کرا کر ہمارے سامنے دستخط کئے - فقط اور تاکید کیجاتی ہے کہ وصیت نامہ بابو رحمت اللہ صاحب کو جب وہ آویں تو دیدیا جاوے وہ گھر روانہ کر دیں فقط

گواہ شد محمد رستم علی کمسریٹ کلارک جالندھری نقلم